NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

قرآن کریم کی تعلیمات میں حلال وحرام کے اصول
ڈاکٹر وہبہ ذہیلی کی تفسیر "منیر" اور مفتی شفیع عثمانی کی "معارف القرآن" کی روشنی میں
سورہ "بقرہ" کی دو اہم آیات کا تحقیقی جائزہ

The principles of Halal and Haram in the teachings of the HolyQuran In the light of Dr. Wahbah al-Zuhaili's Tafsir Al-Munir and Mufti Shafi' Usmani's Ma'ariful Quran A research review of two important verses of Surah "Al Baqarah

Marghoob Ahmad
Sharia Expert/Auditor, Halal Certification, Testing and Research Services, (HCTRS)
International Center for Chemical and Biological Sciences (ICCBS), University of Karachi.
Email: marghoobahmad739@gmail.com

Abstract

The principles of Halal and Haram in the teachings of the Qur'an hold significant importance for human welfare and well-being. These principles guide individuals to lead a pure life free from impurity and harm. The aim of this research is to analyze the principles of Halal and Haram in light of two key Qur'anic verses, highlighting their jurisprudential and scholarly aspects. Dr. Wahbah al-Zuhaili's Al-Munir and Mufti Shafi' Usmani's Ma'ariful Qur'an serve as the foundation for this study. Both exegeses hold a distinguished position due to their comprehensiveness, authenticity, and clarification of Qur'anic teachings. The first verse emphasizes the importance of consuming Halal and pure food and expressing gratitude for Allah’s blessings, while the second provides details on forbidden items and their legal rulings. Dr. al-Zuhaili comprehensively addresses various jurisprudential details regarding the importance of Halal food, the principles of using forbidden items in emergencies, and the rulings on Islamic slaughter. He also presents well-reasoned views of scholars on the types of animals in land and sea, the parts of carrion, the prohibition of pork, and the avoidance of impure substances. Explaining the wisdom behind the prohibition of Haram items, he clarifies that they are detrimental to human health and spirituality. Ma'ariful Qur'an presents the principles of Halal and Haram with clear, accessible jurisprudential reasoning, covering everyday issues such as the status of blood, animal by-products, and imported European goods. Both exegeses provide a profound scholarly and practical understanding of how to live in accordance with Shari'ah, offering detailed guidance on the rulings of Halal and Haram.

Keywords: Quran, Halal, Haram, Principle.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
18-12- 2024
Revised:
19-12- 2024
Accepted:
23-12- 2024
Online:
26-12- 2024

CC BY

1. موضوع کا تعارف اہمیت وضرورت

قرآن مجید میں موجود حلال و حرام کے جملہ اصول نہ صرف انسانی زندگی کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو بہتر بنانے کے لیے اہمیت رکھتے ہیں، بلکہ یہ جسمانی صحت اور سماجی فلاح کے لیے بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر حلال و حرام کی وضاحت مختلف پیرائیوں میں کی ہے، جو انسان کی روحانی، اخلاقی ترقی اور جسمانی صحت کے لیے انتہائی اہم ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون۔"[1]

اس فرمان میں اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، بتوں کے ٹکڑے اور فال کے تیر جیسے حرام امور کو شیطان کے گندے کام قرار دے کر ان سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ انسان فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حرام سے بچنا انسان کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَّضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِّنْهُ ""جو شخص اللہ کے لیے کچھ چھوڑ دیتا ہے، اللہ اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عطاء کرتا ہے"

اس حدیث سے یہ سیکھا جا سکتا ہے کہ حلال کی پیروی کرنا اور حرام سے بچنا گویا اللہ کی رضا کے مطابق عمل کرنا ہے اور اللہ انسان کو اس کے چھوڑے ہوئے حرام کے بدلے میں حلال وطیب رزق سے نوازتا ہے۔

حلال و حرام کے مسائل اسلامی فقہ میں انتہائی حساس اور کلیدی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ یہ صرف عبادات اور معاملات کو متاثر نہیں کرتے بلکہ ایک مسلمان کی روزمرہ زندگی کے ہر پہلو پر گہرے اور دیرپا اثرات ڈالتے ہیں۔ اس مقالے کا مقصد سورہ بقرہ کی دو اہم آیات کی روشنی میں حلال و حرام کے اصولوں کی جامع وضاحت فراہم کرنا ہے، تاکہ قاری کو اسلامی فقہ کے ان نازک اور بنیادی مسائل کی صحیح تفہیم حاصل ہو اور وہ اپنی زندگی کو شریعت کی روشنی میں بہتر طور پر گزارنے کے قابل ہو سکے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی تفسیر "المنیر" اس تحقیق میں اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ علمی اور فقہی لحاظ سے معتبر ہے۔ "تفسیر المنیر" میں آیات کی تشریح ایک متوازن فقہی انداز میں کی گئی ہے جس میں شریعت کے مقاصد، اخلاقیات اور انسانی فطرت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے مختلف فقہاء کے اقوال اور اجتہادی آراء کو یکجا کر کے قاری کو جامع علمی رہنمائی فراہم کی ہے۔ اسی طرح، مفتی شفیع عثمانیؒ کی تفسیر "معارف القرآن" بھی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اس میں حلال و حرام کے اصولوں کو مدلل فقہی استدلال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مفتی شفیعؒ نے ان اصولوں کو سادہ انداز میں پیش کیا ہے تاکہ عوامی سطح پر ان کو سمجھا جا سکے۔ دونوں تفاسیر شریعت کی عملی رہنمائی فراہم کرنے کے ساتھ علمی گہرائی بھی پیش کرتی ہیں۔ اس تحقیق کا مقصد ان آیات کی تشریح کے ذریعے مسلمانوں کو حلال و حرام کے اصولوں کی اہمیت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی روحانی، جسمانی اور معاشرتی زندگی میں اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔

2. حلال و حرام کے اسلامی تصورات کا عمومی جائزہ

اسلام میں حلال و حرام کے تصورات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی بلکہ معاشرتی اور روحانی فلاح و بہبود کے بھی ضامن ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اللہ نے انسان کے لیے وہ امور حلال قرار دیے ہیں جو اس کے لیے فائدہ مند اور پاکیزہ ہیں، جبکہ حرام وہ چیزیں ہیں جو انسان کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی زندگی پر منفی اثرات ڈالتے ہیں۔ اس اصول کی بنیاد پر اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں حلال و حرام کا واضح اور جامع نظام پیش کیا ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

3. حلال وحرام کے اصول کی بنیاد

اسلامی عقیدے کے مطابق، حلال و حرام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ از خود کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے، اللہ کا فرمان ہے: "تم اپنی زبانوں سے جھوٹ بول کر کسی چیز کو حلال یا حرام نہ کہو"[2]۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنی ذاتی رائے، خواہشات، یا جہالت کی بنیاد پر، بغیر اللہ کے حکم یا شریعت کی پیروی کے، چیزوں کو حلال یا حرام قرار نہ دیا جائے۔ یہ آیت اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ حلال اور حرام کا معاملہ بہت حساس ہے اور اسے اللہ کے مقرر کردہ احکام تک محدود رکھنا چاہیے۔

3.1 حلال وحرام کے روحانی اثرات

حقیقت میں کسی بھی مسلمان کو ایمان کی حلاوت اور لذت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنے نفس کی خواہشات کو اللہ کی رضا کے لیے ترک کرتا ہے۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ، جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے، اللہ اسے بہتر چیز عطا کرتا ہے اور یہ ترک کرنے کا عمل انسان کی روحانی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ یہ بات خاص طور پر ان لوگوں کے لیے ہے جو روحانیت، تزکیہ نفس اور ریاضت کے راستے پر چلتے ہیں۔ ایسے افراد کو ظاہری دلکشی اور فتنہ انگیز چیزوں سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ یہ ان کی روحانی ترقی کو روک سکتی ہیں۔

3.2 حلال وحرام کے فقہی اور معاشرتی پہلو

اسلام میں حلال و حرام کا تصور فرد کی ذاتی پاکیزگی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے اہم ہے۔ حرام چیزوں کی ممانعت کا مقصد انسان کو نقصان دہ چیزوں سے بچانا اور محفوظ رکھنا ہے۔ قرآن نے خون، مردار، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کو حرام قرار دیا، کیونکہ یہ جسمانی اور روحانی نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ فقہاء کرام نے حلال و حرام کے مسائل پر عمیق تحقیق کرکے اصول وضع کیے، جن میں اضطراری حالت میں حرام چیزوں کا استعمال عارضی طور پر جائز قرار دینا شامل ہے، مثلاً جان بچانے کے لیے۔ یہ اصول اسلامی شریعت کی انسانیت پسندی اور لچک کو ظاہر کرتے ہیں، جو انسان کی ضروریات اور مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے احکام کا اطلاق کرتی ہے۔ اسلام میں سختی کے بجائے انسانیت کے تحفظ کو اہمیت دی گئی ہے۔ یہ اصول اس بات کا عملی اظہار ہے کہ اسلامی قانون نہ صرف اللہ کے احکامات کی پابندی کرتا ہے بلکہ اس میں انسان کی بنیادی ضروریات اور مشکلات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ فقہی بصیرت اور شریعت کی لچک اس بات کی علامت ہے کہ دینِ اسلام میں احکام میں سختی کے بجائے انسانیت کے تحفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔

3.3 حلال وحرام کی معاشرتی اہمیت

حلال و حرام کے اصول فرد اور معاشرہ دونوں کی بھلائی کے لیے ضروری ہیں۔ ایک فرد جب حرام چیزوں سے بچتا ہے اور حلال چیزوں کو اختیار کرتا ہے تو اس کا اثر اس کی روحانیت، صحت اور معاشرتی زندگی پر ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، حرام چیزوں کے استعمال سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے، جبکہ حلال کی پابندی سے معاشرتی سکون اور عدل کا نظام قائم ہوتا ہے۔ مال حرام اپنے مالک کے لیے شئوم اور اس کی معاشرتی و فردی حالت کے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر اس مال کو نیک عمل میں خرچ کیا جائے تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر صدقہ دیا جائے تو وہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

> "اگر کوئی شخص حرام مال کھاتا ہے اور پھر اس سے صدقہ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے قبول نہیں ہوتا، اور وہ اس میں سے جو خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں کی جاتی، اور اگر وہ اسے ترکہ میں چھوڑ جاتا ہے تو وہ اس کے لیے آگ میں اضافے کا باعث بنتا ہے، کیونکہ اللہ برائی کے ذریعے برائی ختم نہیں کرتا لا يمحو السيئ بالسيئ بلکہ وہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

نیکی کے ذریعے برائی ختم کرتا ہےولکن یمحو السیئ بالحسن اور خبیث، خبیث کو ختم نہیں کرتا۔"[3]

کسی نے کیاخوب کہاہے:

المال ينفد حله وحرامه ...يوما ويبقي بعد ذا آثامه

ليس التقي بمتق لإلهه .. حتى يطيب طعامُه وشرابُه

"حلال و حرام کا مال ایک دن ختم ہو جائے گا، مگر اس کے اثرات ہمیشہ باقی رہیں گے۔ صالح شخص وہ نہیں جو صرف عبادت کرتا ہے، بلکہ وہ تب تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا کھانا پینا بھی پاکیزہ نہ ہو۔"

3.4 حرام مال کے اثرات

حرام مال کا اثر انسان کی روح، جسم اور معاشرتی زندگی پر تباہ کن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہمیں حلال روزی کی تاکید کی ہے اور فرمایا: "جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں، ان کو کھاؤ اور اس میں حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہو گا"[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت، سود اور حرام مال کے بارے میں سخت خبردار کیا ہے اور فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے، لینے اور ان کے درمیان واسطہ بننے والوں پر لعنت کی ہے."[5]

حرام مال انسان کو دنیا میں بھی مشکلات کا شکار بناتا ہے، جیسے بیماری، ذہنی پریشانی اور معاشی تنگی۔ یہ گھروں میں فتنے، دشمنیاں اور آفات پیدا کرتا ہے، اور انسان کو اللہ کے غضب کا شکار بنا دیتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم حلال روزی اختیار کریں اور حرام مال سے بچیں تاکہ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا اور برکت سے ہم آہنگ کر سکیں۔

3.5 عبادات پر مال حرام کے اثرات

عبادت کی قبولیت اور روحانیت کا تعلق براہِ راست انسان کی کمائی اور کھانے پینے سے جڑا ہوا ہے۔ جو شخص حرام کمائی سے اپنے جسم کو پروان چڑھاتا ہے، اس کی عبادت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سمندر کی لہروں پر عمارت بنانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نہایت پاک ہے اور وہ صرف پاکیزہ اور حلال چیزوں کو قبول کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص حرام مال سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے، تو وہ عبادات میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت سہل تستری رحمہ اللہ کا فرمان نہایت بصیرت افروز ہے وہ فرماتے ہیں: جو شخص حلال کھاتا ہے، وہ چاہے یا نہ چاہے، اللہ کی اطاعت کرتا ہے، اور جو شخص حرام کھاتا ہے، وہ چاہے یا نہ چاہے، اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔[6]

یہ قول اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ حلال اور حرام کی کمائی نہ صرف مادی اثرات رکھتی ہے، بلکہ روحانی حالت اور عبادت کی کیفیت پر بھی گہرا اثر ڈالتی ہے۔ سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا": جو شخص دس درہم کا کپڑا پہنے، جس میں ایک درہم حرام ہو، تو اس کی نماز اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اس کپڑے میں نماز پڑھتا رہے۔"[7] اس میں ہمارے لئے یہ درس ہے کہ عبادت کی قبولیت کا دارومدار صرف عمل پر نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ہماری نیت، وسائل، اور کمائی کی پاکیزگی پر بھی ہے۔ سلف صالحین سے یہ منقول ہے کہ جب کوئی شخص عبادت میں مصروف ہوتا ہے، تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے، دیکھو، یہ کیا کھاتا ہے؟ اگر یہ حرام کھاتا ہے تو اس کی عبادت کچھ کام کی نہیں۔ اسے لگے رہنے دو، اس کی عبادت اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔" یہ قول نہایت گہرائی کے ساتھ ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ حرام کمائی عبادات کو بے اثر اور بیکار کر دیتی ہے۔

3.6 حرام رزق اور دعاؤں کی قبولیت

حرام رزق کا سب سے بڑا اثر انسان کی زندگی اور اولاد پر ہوتا ہے۔ حرام مال سے پروان چڑھنے والے بچوں میں والدین کے لیے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

محبت، احترام اور وفاداری کی کمی ہوتی ہے۔ جب والدین اپنے بچوں کو حرام مال سے پالتے ہیں، تو وہ انہیں دنیا و آخرت کی بربادی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ ایسے بچوں میں ناشکری اور بے راہ روی جنم لیتی ہے کیونکہ ان کی بنیاد ہی حرام پر ہوتی ہے۔ حرام رزق کا اثر انسان کی دعاؤں کی قبولیت پر بھی پڑتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دعائیں قبول ہونے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے رزق کو پاکیزہ رکھو، تب تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔" اسلام میں حلال و حرام کے تصورات انسان کی روحانیت، اخلاقی ترقی اور معاشرتی فلاح کے لیے انتہائی اہم ہیں، اور انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کو حلال کے مطابق ڈھالے تاکہ وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکے۔

چوں کہ حلال و حرام کے اسلامی تصورات انسان کی روحانی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں، اس لیے ان کی صحیح تفہیم نہایت اہم ہے۔ شریعت کے ان اصولوں کو سمجھنے اور روزمرہ زندگی میں ان کا اطلاق کرنے کے لیے اسلامی علوم اور تفسیری ادب کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی سلسلے میں اب ہم ڈاکٹر وہبہ ذہیلی کی تفسیر "منیر" پر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں، جو حلال و حرام کے اصولوں کی تشریح اور ان کی عملی رہنمائی فراہم کرنے میں ایک اہم علمی و تحقیقی مقام رکھتی ہے۔

4. ڈاکٹر وہبہ ذہیلی کی تفسیر "منیر" کا منہج، مقام و مرتبہ

ڈاکٹر وہبہ الزہیلی ایک عظیم الشان عالم، مفسر اور محقق ہیں، جن کی تفسیر "تفسیر منیر" نے اسلامی علوم میں ایک منفرد مقام پیدا کیا ہے۔ ان کی تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی شرح میں محض لغوی یا فنی پہلوؤں کو ہی اجاگر نہیں کیا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فقہی، تاریخی، سائنسی اور عصری تناظر میں بھی قرآن کریم کی تعلیمات کی حقیقت کو عیاں کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ان کی تفسیر کا منہج ایک جامع، منطقی اور تحقیقی اسلوب پر استوار ہے جس میں نہ صرف مختلف مکتبہ فکر کے آراء کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے بلکہ انہوں نے قرآن کی گہری تفہیم کے لیے ہر پہلو کو مد نظر رکھا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی تفسیر منیر کے مقدمہ میں ان کی تحقیقاتی روش کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، جو قرآن کی جامعیت اور اس کے مختلف پہلوؤں کو علمی اور فکری تناظر میں پیش کرتی ہے۔ وہ یہ باور کراتے ہیں کہ قرآن محض نظریاتی یا روحانی مسائل پر بحث نہیں کرتا بلکہ عملی زندگی کے تمام پہلوؤں، جیسے مادی ترقی، تحقیق، اور سائنس، کو بھی شامل کرتا ہے۔ ان کے مطابق، اللہ نے دنیا کی تمام نعمتیں اور وسائل انسان کے لیے پیدا کیے ہیں، اور قرآن ان وسائل کے درست استعمال اور ان پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی تحقیق کے کئی کلیدی نکات ہیں، جن میں قرآنی آیات کی موضوعاتی تقسیم، لغوی وضاحت، اسباب نزول کی مستند روایات کا ذکر، اور آیات سے مستنبط احکام کی تفصیل شامل ہے۔ ان کے مطابق، قرآن کی تفسیر کو ہر ممکن زاویے سے، خصوصاً لغوی اور شرعی پہلوؤں سے، سمجھنا ضروری ہے۔ ان کی تفسیر کا مقصد مسلمانوں کو قرآن کی حقیقی ہدایت سے روشناس کرانا اور قرآن کے پیغام کو عام کرنا ہے، تاکہ ہر مسلمان اس کی روشنی میں اپنی زندگی گزار سکے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اپنی معروف تفسیر "تفسیر المنیر" کا منہج تحقیق بیان کرتے ہوئے اس کے مقدمہ میں وضاحت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس تفسیر میں قرآن کے فہم کو آسان اور واضح کرنے کے لیے کیا اصول اپنائے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ قاری کو قرآنی مضامین کی صحیح سمجھ حاصل ہو اور وہ دینی مسائل کو درست طور پر سمجھے۔

- ان کے تحقیقاتی طریقہ کار میں چند اہم نکات شامل ہیں:

1. **آیات کی تشریح کے لیے مستند مصادر کا استعمال :** انہوں نے تفسیر میں صحیح اور معتبر مصادر سے استفادہ کیا ہے، تاکہ آیات کی وضاحت مستند بنیادوں پر ہو۔

2. **سہل اور جامع انداز :** تفسیر منیر میں انہوں نے ایسی زبان اور اسلوب اختیار کیا ہے جو عوام الناس اور خواص دونوں کے لیے قابل فہم ہو، تاکہ ہر طبقہ قرآن کی ہدایات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکے۔
3. **مذاہب فقہیہ کی وضاحت :** ڈاکٹر وہبہ الزحیلی مختلف فقہی مذاہب کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی رائے پیش کرتے ہیں، تاکہ قاری کو فقہی اختلافات کی تفہیم ہو اور وہ مسائل کو جامع نظر سے دیکھ سکیں۔
4. **جدید دور کے مسائل کا حل :** انہوں نے تفسیر میں موجودہ دور کے چیلنجز اور مسائل کو بھی مدنظر رکھا ہے اور ان کے حل کے لیے قرآنی احکام کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی ہے۔
5. ڈاکٹر وہبہ الزحیلی مقدمہ میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ان کا منہج تحقیق قرآن فہمی کو عام کرنے اور فقہ و شریعت کے احکام کو درست طور پر لوگوں تک پہنچانے پر مبنی ہے۔
6. **آیات سے مستنبط احکام :** قرآنی آیات سے اخذ کیے گئے شرعی احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، تاکہ قاری کو قرآن سے حاصل ہونے والے فقہی اصول اور احکام سمجھنے میں آسانی ہو۔
7. **بلاغت اور نحو کی وضاحت :** کئی آیات کی بلاغت اور نحوی تجزیہ پیش کیا گیا ہے تاکہ آیات کے معانی کو بہتر اور مؤثر انداز میں سمجھا جا سکے۔ اس عمل میں ان اصطلاحات سے اجتناب کیا گیا ہے جو عام فہم کو مشکل بناتی ہیں۔

یہ نکات ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کے تحقیقی طریقہ کار اور ان کی تفسیر "المنیر" کی علمی بنیادوں کو نمایاں کرتے ہیں۔

تفسیر "المنیر" کو دیگر تفاسیر سے ممتاز کرنے والی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

- **موضوعاتی تفسیر کا نقطہ نظر:** ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے آیات کی موضوعاتی تفسیر کو اپنایا ہے، جس کے ذریعے مختلف موضوعات جیسے جہاد، وراثت، سود، اور نکاح سے متعلق آیات کو یکجا کر کے جامع تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس سے قرآن فہمی میں گہرائی اور ترتیب پیدا ہوتی ہے۔
- **فقہی احکام کا معتدل استنباط:** انہوں نے قرآنی آیات سے احکام کو مدلل انداز میں اخذ کیا اور مذاہب اربعہ کے دلائل کو غیر جانبداری سے بیان کیا۔ یہ معتدل انداز اسلامی فقہ کے طلبہ کے لیے تفسیر "المنیر" کو خاص بناتا ہے۔
- **قرآنی قصص کی وضاحت:** حضرت آدم، نوح اور دیگر انبیاء کے واقعات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے، ان سے اخذ کردہ حکمتوں اور تعلیمات پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو دینی اصولوں کی وضاحت کرتی ہیں۔
- **صحیح اور غلط احادیث کا تجزیہ:** انہوں نے آیات کی وضاحت کے لیے صحیح احادیث کا استعمال کیا اور من گھڑت روایات کو واضح کر کے گمراہی سے بچانے کی کوشش کی۔
- **قرآن کی اصل روح کی وضاحت:** ڈاکٹر الزحیلی نے مسلمانوں کو قرآن کے حقیقی پیغام سے جوڑنے اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے پر زور دیا تاکہ قرآن کی تعلیمات کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔
- **قدیم تفاسیر کا حوالہ:** انہوں نے تفسیر کبیر، البحر المحیط، روح المعانی، اور کشاف جیسے قدیم مآخذ کا حوالہ دے کر اپنی تفسیر میں گہرائی پیدا کی، جو قاری کو قرآن کے مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔
- **قرآن کی تعلیمات کی تشہیر:** ڈاکٹر الزحیلی نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث "میری طرف سے ایک آیت پہنچا دو" کو بنیاد بنا کر قرآن کی تعلیمات کو پھیلانے اور اس کی تدریس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

یہ خصوصیات تفسیر "المنیر" کو منفرد بناتی ہیں اور اسے ایک جامع، متوازن، اور علمی مرجع کی حیثیت دیتی ہیں۔

5. مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ کی تفسیر "معارف القرآن" کا منہج مقام و مرتبہ

معارف القرآن اور مفتی شفیع کی خصوصیات کے حوالے ان موضوعات پر بحث کی جاسکتی ہے:

5.1 معارف القرآن: حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی تفسیر کا علمی اور روحانی سفر

قرآن کریم امت مسلمہ کے لیے رہنمائی اور ہدایت کا سب سے اہم اور بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن کے مفہوم کو عام فہم انداز میں پیش کرنا ہمیشہ علماء کرام کا ایک عظیم کارنامہ رہا ہے۔ ان ہی علماء میں سے ایک نمایاں نام حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کا ہے، جنہوں نے اپنے علم، تقویٰ اور حکمت کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو عوام کے لیے آسان اور مفید بنایا۔ آپ کی تصنیف لطیف "معارف القرآن" ایک عظیم علمی اور تفسیری شاہکار ہے، جو آج بھی امت کے لیے روشنی کا مینار ہے۔

5.2 تفسیری اسلوب: خلاصہ ءتفسیر کا طریقہ اور مقصد

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ معارف القرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے قرآن کے ترجمے اور تفسیری توضیحات کو ایک خاص طریقے سے پیش کیا تھا۔ آپ نے "بیان القرآن" میں قرآن کے ہر آیت کا ترجمہ فراہم کرنے کے بعد اس کی تفسیری وضاحت قوسین دوسری علامتوں کے اندر لکھی۔ اس اسلوب کو احقر نے "خلاصہ ءتفسیر" کے نام سے اختیار کیا ہے، جس میں قرآن کے ترجمے کے ساتھ ساتھ اس کی وضاحت کو عام فہم زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ احقر نے حضرت تھانویؒ کی تفسیر کو بعینہ نقل کیا، لیکن ایک معمولی تبدیلی کے ساتھ۔ جہاں کہیں کوئی مشکل یا اصطلاحی لفظ آیا، وہاں اسے سادہ زبان میں بیان کیا تاکہ عام لوگ بھی قرآن کے مفہوم کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ حضرت تھانویؒ نے خود اس تفسیر کو "تفسیر مختصر" یا "ترجمہ مطول" کہنے کی تجویز دی تھی، تاکہ لوگ اس کے ذریعے قرآن کا مفہوم جلد اور آسانی سے سمجھ سکیں۔ اگر کسی جگہ کوئی علمی پیچیدگی یا مشکل بات آتی، تو احقر نے اسے "معارف و مسائل" میں الگ سے بیان کیا ہے تاکہ وہ لوگ جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے، وہ بھی کم سے کم قرآن کی بنیادی تعلیمات اور مفہوم کو سمجھ سکیں۔ اس اسلوب کا مقصد یہی تھا کہ قرآن کو سمجھنا ہر شخص کے لیے آسان ہو، چاہے وہ عموماً پڑھا لکھا ہو یا نہیں۔

5.3 معارف ومسائل: ایک قیمتی علمی خدمت

- حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کے مطابق، معارف و مسائل کا مقصد قرآن کے اصل مفہوم کو عام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ یہ علماء سلف کی تفاسیر پر مبنی ہے، جنہیں آسان الفاظ اور ترتیب میں پیش کیا گیا ہے۔ پیچیدہ لغوی، نحوی، اور بلاغی مباحث اہل علم کے لیے مفید بنائے گئے ہیں، جبکہ عوام کے لیے انہیں سادہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں قرآن کا بنیادی مقصد، یعنی انسان کا اللہ سے تعلق مضبوط کرنا اور آخرت کی فکر پیدا کرنا، واضح کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اسے سمجھ کر اپنی زندگی میں رہنمائی حاصل کر سکے۔

5.4 معارف القرآن کی جامع خصوصیات

- قرآن مجید کے مستند ترجمے: "معارف القرآن" میں قرآن مجید کے دو مستند ترجمے شامل ہیں: حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ جو دراصل حضرت شاہ عبد القادرؒ کے ترجمے کی تسہیل ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ترجمہ۔
- خلاصۂ تفسیر: "خلاصۂ تفسیر" جو درحقیقت "بیان القرآن" کا اختصار اور تسہیل ہے، قرآن مجید کے حاشیہ پر طبع کر کے اسے تھوڑی فرصت والوں کے لیے فہم قرآن کا مستند ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں، ترجمے اور خلاصۂ تفسیر، اہل علم میں معتبر

اور مستند سمجھی جاتی ہیں۔

5.5 معارف القرآن کی اہم خصوصیات

معارف القرآن کی نمایاں خصوصیات میں حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ شامل ہے، جو حضرت شاہ عبد القادرؒ کی تسہیل پر مبنی ہے اور قرآن کے الفاظ کی تفہیم کو آسان بناتا ہے۔ جامع اور مختصر تفسیر "خلاصہ تفسیر" کی صورت میں پیش کی گئی ہے، جس میں مشکل الفاظ کی وضاحت اور آیاتِ احکام، ترغیب، ترہیب، اور واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مستشرقین اور اہل بدعہ کے اعتراضات کا مدلل جواب، متعارض آیات کی تطبیق، محتمل آیات کی وضاحت، اور اختلافی مسائل میں احوط طریقہ اپنانا اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آیات اور سورتوں کا ربط اور دور حاضر کے فتنوں کا تعاقب بھی شامل ہے۔ یہ علمی خدمت قرآن کی تفہیم میں ایک سنگ میل ہے۔۔(8)

- آیات کا متن و ترجمہ

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ-إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔[9]"

”اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو“۔ ”اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے، ہاں جو ناچار ہوئے (بشر طیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں بیشک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے“

6. ڈاکٹر وہبہ ذہیلی کی تفسیر منیر کی روشنی میں دو اہم آیات کی تفصیل و تشریح

ڈاکٹر ذہیلی تفسیر منیر میں آیات کے مفہوم کی وضاحت سے پہلے اعراب اور لغوی مفردات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں تاکہ آیات کے معانی کو بالکل واضح اور درست انداز میں پیش کیا جاسکے۔ چنانچہ اعراب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: إنما حرم عليكم الميتة :" یہاں "إنما" تاکید کے لئے ہے، جو حرام چیزوں کی تحدید کرتا ہے۔ "فمن اضطر غير باغٍ ولا عادٍ :" یہاں "غیر" ضمیر "اضطر" کے حال میں منصوب ہے، جو اس شخص کی حالت کو بیان کرتا ہے۔

6.1 لغوی مفردات کی وضاحت

بے شک، تم پر مردار کھانا حرام ہے، یعنی اس کا استعمال ممنوع ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، سنت نبویہ کے تحت وہ تمام چیزیں بھی حرام ہیں جو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کی گئیں۔ ان میں سے کچھ وہ چیزیں بھی شامل ہیں جو زندہ حالت میں ہی کٹ جائے (مثلاً کسی جانور کا زندہ ہونے کی حالت میں اس کے جسم کے کسی عضو کو الگ کر دیا جائے)، جبکہ مچھلی اور ٹڈیاں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مزید بر آں، تم پر دم مفسوح بہتا ہوا خون بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ وہ جانور بھی حرام ہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیے گئے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ اپنے معبودوں کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں تو وہ اپنے ناموں کا ذکر کرتے ہیں، جیسے 'اللات' یا 'العزّی' کے نام پر۔ پھر ہر ذابح سے کہا جاتا ہے کہ وہ 'مہل' کہے، چاہے وہ آواز سے ذکر نہ کرے۔ اگر کوئی شخص مجبوری کی حالت میں ہو، یعنی اسے ضرورت کے تحت ان چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور کیا جائے، تو وہ کھا سکتا ہے بشر طیکہ وہ حرام چیز کی طلب نہ کر رہا ہو اور نہ ہی ضرورت سے زیادہ پر تجاوز کر رہا ہو۔ ایسی صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ 'إثم' کا مطلب ہے گناہ اور خطا۔

6.2 التفسیر والبیان

شیخ وہبہ الزحیلی التفسیر والبیان کے تحت لکھتے ہیں: سورۃ کے آغاز میں قرآن کے حامیوں اور مخالفین کے موقف کی وضاحت کی گئی، جبکہ دوسرے نصف میں شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے پاکیزہ رزق کھانے کا حکم دیا اور مؤمنین کو خاص طور پر نعمتوں پر شکر گزاری کی تلقین کی، کیونکہ وہ عقل و شعور کے زیادہ اہل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ فرماتا ہے: میں رزق دیتا ہوں لیکن لوگ دوسروں کا شکر ادا کرتے ہیں۔"[10] اللہ نے حلال کو وسیع اور حرام کو محدود رکھا تاکہ انسان آسانی سے اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔[11]

6.3 قرآنی احکام کی روشنی میں حرام کی اقسام اور ان کی حکمت

حلال اور حرام کا فرق انسان کی فلاح و بہبود کے لیے اللہ کی رہنمائی سے واضح ہوتا ہے۔ اسلام میں حرام چیزوں سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے کیونکہ یہ نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی نقصان بھی پہنچاتی ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ ذہیلی نے اپنی تفسیر میں ان حرام چیزوں کی تفصیل بیان کی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے انسانوں کو ان سے بچنے کی ہدایت دی ہے تاکہ وہ صحت مند زندگی گزار سکیں اور اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔

- **مردار کھانا :** ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: یہ کھانا اس لیے حرام ہے کہ اس میں خون جمع ہوتا ہے اور یہ صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس کے گوشت میں اکثر بیماریاں ہوتی ہیں، لہذا یہ ناپاک ہے اور صحت کے لئے خطرہ کا باعث ہے۔
- **دم مسفوح :** یہ بھی حرام ہے کیونکہ یہ نقصان دہ ہے اور پاکیزہ نفوس اس سے نفرت کرتی ہیں۔ ناپاکی اور ضرر کی وجہ سے یہ حرام ہے۔
- **سور کا گوشت :** یہ اس لیے بھی حرام ہے کہ یہ جسم کے لئے نہایت نقصان دہ ہوتا ہے، خاص طور پر گرم موسم میں۔ کیونکہ یہ ایک ناپاک جانور ہے جو عام طور پر صرف گندگی اور نجاستوں کو کھاتا ہے، اور اس سلسلے میں اسے غلیظ بنا دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شدید جراثیم ہوتے ہیں جو خطرناک ہوتے ہیں، اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی فطرت میں کئی برائیاں جمع ہیں۔ یہ خبیث الفطرت جانور جنسی پہلوؤں کی طرف بھی مائل ہوتا ہے، اپنی مادہ پر غیرت نہیں رکھتا، انتہائی سست مزاج ہے ، اور جو لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں وہ ان خصلتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ ایک مخصوص قسم کا کیڑا، جو کہ حلزونی (سپرنگ کیڑا) کہلاتا ہے، یہ حلزونی کیڑا خاص طور پر خنزیر کے جسم میں پایا جاتا ہے، جو انسانی صحت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ خنزیر کی جسم میں موجود یہ کیڑے انڈے چھوڑتے ہیں، جو انسانی پٹھوں میں منتقل ہو سکتے ہیں، چاہے خنزیر کو کتنی ہی صاف جگہ میں رکھا جائے۔ اس کی موجودگی انسانی جسم میں مختلف بیماریوں کا باعث بن سکتی ہے، اس لیے خنزیر کا گوشت کھانا حرام قرار دیا گیا ہے۔
- **غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا :** یہ حرمت اس لیے ہے کیونکہ یہ شرکیہ اعمال میں سے ہے اور غیر اللہ پر اعتماد کرنے کے مترادف ہے۔ عرب جاہلیت میں اپنے بتوں کے لیے جانور ذبح کرتے تھے اور کہتے تھے: "اللات اور العزی کے نام سے "۔ یہ حرام ہے تاکہ دین اور توحید کے اصول کا تحفظ کیا جا سکے اور اللہ کی عظمت کا پاس

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

رکھا جاسکے۔[12]

6.3.1 بندوق کی گولی سے شکار فقہی اختلا اور مذہب جمہور کی رائے

آیت کریمہ کے ضمن میں مفتی شفیع علیہ الرحمہ آیت سے مستنبط مسائل پر بحث کرتے ہوئے مردار کے احکام کے تحت لکھتے ہیں:

مسئلہ: بندوق کی گولی سے کوئی جانور زخمی ہو کر قبل از ذبح مر جائے تو وہ ایسا ہے جیسے پتھر یا لاٹھی مارنے سے مر جائے جس کو قرآن کریم کی دوسری آیت میں موقوذۃ کہا گیا ہے اور حرام قرار دیا ہے ہاں مرنے سے پہلے اس کو ذبح کرلیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔

مسئلہ: آج کل بندوق کی ایک گولی نوکدار بنائی گئی ہے اس کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ تیر کے حکم میں ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک یہ بھی تیر کی طرح آلہ جارحہ نہیں بلکہ خارقہ ہے جس سے بارود کی طاقت کے ذریعہ گوشت پھٹ جاتا ہے ورنہ خود اس میں کوئی دھار نہیں جس سے جانور زخمی ہو جائے اس لئے ایسی گولی کا شکار بھی بغیر ذبح کے جائز نہیں۔

6.4 مردار کی خرید و فروخت کا حکم

مسئلہ: آیت مذکورہ میں مطلقاً میتہ کو حرام قرار دیا ہے اس لئے جس طرح اس کا گوشت کھانا حرام ہے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے یہی حکم تمام نجاسات کا ہے کہ جیسے ان کا استعمال حرام ہے ان کی خرید و فروخت اور ان سے نفع اٹھانا بھی حرام ہے

اپنے اختیار سے جانور کو مردار یا ناپاک چیز کھلانے کا حکم

مسئلہ: مردار جانور یا ناپاک کوئی چیز باختیار خود جانور کو کھلانا بھی جائز نہیں ہاں ایسی جگہ رکھ دے کہ جہاں سے کوئی کتا بلی خود کھالے یہ جائز ہے مگر خود اٹھا کر ان کو کھلانا جائز نہیں(معارف القراان از مفتی شفیعؒ بحوالہ جصاص، قرطبی وغیرہ)[(13)]

6.5 دباغت کے بعد مردار کی کھال کے استعمال کا حکم

مسئلہ: اس آیت میں میتہ کے حرام ہونے کا حکم عام معلوم ہوتا ہے جس میں میتہ کے تمام اجزاء شامل ہیں لیکن دوسری آیت میں اس کی تشریح طاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ کے الفاظ سے کردی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کے وہ اجزاء حرام ہیں جو کھانے کے قابل ہیں، اس لئے مردار جانور کی ہڈی، بال جو کھانے کی چیز نہیں وہ پاک ہیں اور ان کا استعمال جائز ہے آیت قرآن وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِ هَا وَ اَشْعَارِ هَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ(۱۶:۸۰) میں ان جانوروں کے بالوں کو مطلقاً جائز الانتفاع قرار دیا ہے ذبیحہ کی شرط نہیں۔ کھال پر چونکہ خون وغیرہ کی نجاست لگی ہوتی ہے اس لئے وہ دباغت سے پہلے حرام ہے مگر دباغت دینے کے بعد حلال اور جائز ہے احادیث صحیحہ میں اس کی مزید تصریح موجود ہے۔(معارف القرآن از مفتی شفیعؒ بحوالہ احکام القرآن(جصاص)[14]

6.6 مردار کی چربی سے بنی ہوئی اشیاء کا حکم

مسئلہ: مردار جانور کی چربی اور اس سے بنائی ہوئی چیزیں بھی حرام ہیں ان کا استعمال کسی طرح سے جائز نہیں اور خرید و فروخت بھی حرام ہے۔(معارف القرآن از مفتی شفیعؒ تحت آیت: انما حرم علیکم المیتۃ)

6.7 یورپ وغیرہ سے درآمد شدہ اشیاء کا حکم

مسئلہ: یورپ وغیرہ سے آئی ہوئی چیزیں صابون وغیرہ جن میں چربی استعمال ہوتی ہے ان سے پرہیز کرنا احتیاط ہے مگر مردار کی چربی ہونے کا علم یقینی نہ ہونے کی وجہ سے گنجائش ہے نیز اس وجہ سے بھی کہ بعض صحابہ کرام ابن عمر، ابوسعید خدری، ابو موسیٰ اشعری نے مردار کی چربی کا صرف کھانے میں استعمال حرام قرار دیا ہے خارجی استعمال کی اجازت دی ہے اس لئے اس کی خرید و فروخت کو بھی جائز رکھا ہے۔(معارف القرآن از مفتی شفیعؒ تحت آیت: انما حرم علیکم المیتۃ، بحوالہ احکام القرآن (جصاص)

6.7.1 خون سے متعلقہ مسائل اور ان کے احکام

خون کی حرمت اور اس کی استثنائی اقسام: شرعی احکام اور فقہی آراء کے حوالے سے شیخ وہبہ الزحیلی تفسیر منیر میں لکھتے ہیں :" جہاں تک خون کا تعلق ہے، تو علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بہتا ہوا خون حرام اور ناپاک ہے۔ نہ اسے کھایا جاسکتا ہے اور نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، کیونکہ سورۃ الأنعام میں اسے 'بہتے ہوئے خون' کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

علماء نے اس مقام پر مطلق کو مقید پر اجماعاً محمول کیا ہے اور اجماعاً صرف بہتا ہوا خون حرام قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: 'اگر اللہ تعالیٰ نے یہ نہ کہا ہوتا "یا بہتا ہوا خون"، تو لوگ رگوں میں موجود خون کا پیچھا کرتے۔ لہٰذا رگوں میں موجود خون جو گوشت کے ساتھ ملا ہوتا ہے، اجماعاً حرام نہیں ہے۔ اسی طرح جگر اور تلی کا کھانا بھی اجماعاً حرام نہیں ہے۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک خونِ محرم کی تخصیص اس حدیث سے کی جاتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'ہم پر دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں' اور آپ نے جگر اور تلی کا ذکر فرمایا۔ امام مالک کے نزدیک اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جگر اور تلی نہ تو خون ہیں اور نہ گوشت، بلکہ ظاہری نظر اور عرف کے مطابق ایک الگ نوعیت رکھتے ہیں۔[15]

6.7.2 گوشت میں لگے ہوئے خون کا حکم

مسئلہ: جب کہ حرام صرف بہنے والا خون ہے تو جو خون ذبح کے بعد گوشت میں لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے فقہاء وصحابہ وتابعین اور امت کا اس پر اتفاق ہے اسی طرح مچھر، مکھی، کھٹل وغیرہ کا خون بھی ناپاک نہیں لیکن زیادہ ہو جائے تو اس کو بھی دھونا چاہیے (معارف القرآن بحوالہ احکام القرآن (جصاص)[16]

6.7.3 خون کے خارجی استعمال اور خرید و فروخت کا حکم

مسئلہ: جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے اور جس طرح تمام نجاسات کی خرید و فروخت بھی اور اس سے نفع اٹھانا حرام ہے اسی طرح خون کی خرید و فروخت بھی حرام ہے اس سے حاصل کی ہوئی آمدنی بھی حرام ہے کیونکہ الفاظ قرآنی میں مطلقا دم کو حرام فرمایا ہے جس میں اس کے استعمال کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

6.7.4 خون کے شرعی استعمال کی اجازت اور حدود: مفتی شفیع عثمانی رحمہ اللہ کی مدلل تحقیق

مفتی شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ انسانی خون انسان کا جزء ہے اور جب بدن سے نکال لیا جائے تو وہ نجس بھی ہے اس کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا دو وجہ سے حرام ہو، اول اس لئے کہ اعضاء انسانی کا احترام واجب ہے اور یہ اس احترام کے منافی ہے دوسرے اس لئے کہ خون نجاست غلیظہ ہے اور نجس چیزوں کا استعمال ناجائز ہے، لیکن اضطراری حالات اور عام معالجات میں شریعت اسلام کی دی ہوئی سہولتوں میں غور کرنے سے امور ذیل ثابت ہوئے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

اول یہ کہ خون اگرچہ جزء انسانی ہے مگر اس کو کسی دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لئے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آتی، انجکشن کے ذریعہ خون نکالا اور دوسرے کے بدن میں ڈالا جاتا ہے اس لئے اس کی مثال دودھ کی سی ہو گئی جو بدن انسانی سے بغیر کسی کاٹ چھانٹ کے نکلتا اور دوسرے انسان کا جزء بنتا ہے اور شریعت اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو اس کی غذا قرار دیا ہے اور ماں پر اپنے بچوں کو دودھ پلانا واجب کیا، جب تک وہ بچوں کے باپ کے نکاح میں رہے طلاق کے بعد ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بچوں کا رزق مہیا کرنا باپ کی ذمہ داری ہے وہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے یا ان کی ماں ہی کو معاوضہ دے کر اس سے دودھ پلوائے قرآن کریم میں اس کی واضح تصریح موجود ہے، (آیت)فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (٦٥:٦) اگر تمہاری مطلقہ بیوی تمہارے بچوں کو دودھ پلائے تو اس کو اجرت و معاوضہ دیدو، خلاصہ یہ ہے کہ دودھ جزء انسانی ہونے کے باوجود بوجہ ضرورت اس کے استعمال کی اجازت بچوں کے لئے دی گئی ہے اور علاج کے طور پر بڑوں کے لئے بھی جیسا کہ عالمگیری میں ہے، ولا بأس بان یسعط الرجل بلبن المرأۃ ویشربہ للدواء (عالمگیری ص ۴) اس میں مضائقہ نہیں کہ دوا کے لئے کسی شخص کی ناک میں عورت کا دودھ ڈالا جائے یا پینے میں استعمال کیا جائے۔

مغنی ابن قدامہ میں اس مسئلہ کی مزید تفصیل مذکور ہے (مغنی کتاب الصید ص ۶۰۲ ج ۸) اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ بعید از قیاس نہیں کیونکہ دودھ بھی خون کی بدلی ہوئی صورت ہے اور جزء انسان ہونے میں مشترک ہے فرق صرف یہ ہے کہ دودھ پاک ہے اور خون ناپاک، تو حرمت کی پہلی وجہ یعنی جزء انسانی ہونا تو یہاں وجہ ممانعت نہ رہی صرف نجاست کا معاملہ رہ گیا علاج ودواء کے معاملہ میں بعض فقہاء نے خون کے استعمال کی بھی اجازت دی ہے، اس لئے انسان کا خون دوسرے کے بدن میں منتقل کرنے کا شرعی حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں تو جائز نہیں مگر علاج ودواء کے طور پر اس کا استعمال اضطراری حالت میں بلاشبہ جائز ہے اضطراری حالت سے مراد یہ ہے کہ مریض کی جان کا خطرہ ہو اور کوئی دوسری دوا اس کی جان بچانے کے لئے مؤثر یا موجود نہ ہو اور خون دینے سے اس کی جان بچنے کا ظن غالب ہو، ان شرطوں کے ساتھ خون دینا تو اس نص قرآنی کی رو سے جائز ہے جس میں مضطر کے لئے مردار جانور کھا کر جان بچانے کی اجازت صراحۃ مذکور ہے اور اگر اضطراری حالت نہ ہو یا دوسری دوائیں بھی کام کر سکتی ہوں تو ایسی حالت میں مسئلہ مختلف فیہا ہے بعض فقہا کے نزدیک جائز ہے بعض ناجائز کہتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ بحث تداوی بالمحرم میں مذکور ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

6.8 اہل کتاب کے ذبیحے کی حلت وحرمت: نصرانیوں کے ذبیحے پر فقہی آراء کا جائزہ

اسلام میں غیر اللہ کے لیے ذبح کیے گئے جانور کو حرام قرار دیا گیا ہے، بشرطیکہ اس پر اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے۔ اس میں مجوسیوں کا ذبیحہ شامل ہے جو آگ کے لیے ذبح کرتے ہیں، بت پرست جو بتوں کے لیے ذبح کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو کسی عقیدہ کو نہیں مانتے اور صرف اپنی ذات کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایسا ذبیحہ حرام ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اہل کتاب (عیسائیوں) کا وہ ذبیحہ بھی اس حکم میں شامل ہے جس پر انہوں نے حضرت مسیح کا نام لیا ہو؟ شیخ وہبہ الزحیلی فرماتے ہیں: جمہور علماء (اکثریت) کا موقف ہے کہ ایسا ذبیحہ حرام ہے، کیونکہ یہ بھی "ما أُهِلَّ بِهٖ لغیر اللہ" (وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو) کے زمرے میں آتا ہے۔ حضرت عطاء، مکحول، حسن بصری، شعبی، سعید بن مسیب، رحمہم اللہ اور مالکی فقہاء میں سے اشہب کا موقف ہے کہ ایسا ذبیحہ حرام نہیں ہے۔ اس اختلاف کی بنیادی وجہ قرآن کی دو آیات کا تعارض ہے: آیت المائدہ: وَطَعامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتابَ حِلٌّ لَكُمْ (اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے)۔ یہ آیت: وَما أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰہِ (اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر ذبح کی گئی ہو وہ حرام ہے)۔

- **جمہور کا موقف:** جمہور علماء کا کہنا ہے کہ دوسری آیت پہلی آیت کو خاص کرتی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کا کھانا

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

حلال ہے، لیکن وہ ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، جیسے حضرت مسیح کا نام، حرام ہو گا۔

- **اقلیت کا موقف:** دوسری جانب، اقلیت کا کہنا ہے کہ پہلی آیت دوسری آیت پر غالب ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ ہر صورت میں حلال ہے، چاہے اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو یا نہیں۔[17]

6.9 اضطراری حالت میں حرام چیزوں کا کھانا: ضرورت، حدود، اور اللہ کی رحمت

تفسیر منیر میں ہے: جب کوئی شخص ضرورت کی حالت میں ہو، جس کی تعریف یہ ہے کہ اگر وہ حرام چیز نہ کھائے تو ہلاک ہو سکتا ہے، تو اس کے لیے اللہ کی جانب سے حرام کردہ چیزوں میں سے کچھ کھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس صورت میں، اگر وہ اس چیز کی طلب نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی ضرورت سے زیادہ تجاوز کرتا ہے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ اس کی جان کا تحفظ ضروری ہے اور اس کو ہلاکت سے بچانا بھی لازم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھوک سے مرنا مردار اور خون کھانے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام کھانے کی اجازت کو ان الفاظ کے ساتھ مشروط کیا ہے: "غَیْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ" (بغیر حد سے تجاوز کیے)، تاکہ لوگوں کو ضرورت کے بہانے اپنی خواہشات کی پیروی کرنے سے روکا جاسکے۔ کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ ضرورت کی حالت میں ہیں جب کہ وہ نہیں ہیں، اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ہنگامی صورتحال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی خواہشات کے پیچھے چل کر ضرورت سے زیادہ نہ کھائے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں کی ضرورت کے تعین میں ہونے والی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے، کیونکہ یہ معاملہ ان کے اجتہاد پر چھوڑا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے، جیسا کہ اس نے اضطراری حالت میں محرمات کا کھانا جائز قرار دیا ہے، اور انہیں مشکل یا پریشانی میں نہیں ڈالا۔[18]

6.10 اضطرار کی حالت میں حرام چیزوں کا تناول: فقہی اصول اور حدود

جو شخص کسی حرام چیز کی شدید ضرورت میں مبتلا ہو، خواہ وہ اس کا شدید محتاج ہو تو ایسی صورت میں فقہاء، مالکیہ کے مطابق اسے اس چیز کو تناول کرنے کی اجازت ہے تاکہ وہ اپنی بھوک یا پیاس کو بجھالے، کیونکہ اضطرار کی حالت میں حرام چیز بھی مباح ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے یہ قول « غَیرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ » بھی لاگو ہوتا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے: اضطراری حالت میں حرام چیز کھانے والا شخص صرف اپنی بقایا ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ اقدام کرے گا۔

6.11 جمہور علماء کا موقف

جمہور کے مطابق، جب کسی شخص کو اضطرار کی حالت میں کچھ کھانے کی ضرورت پیش آتی ہے، تو اسے صرف اس مقدار تک کھانے کی اجازت ہے جس سے فوری طور پر اس کی بھوک یا پیاس کی شدت کم ہو جائے۔ اس کی مقدار اسی حد تک محدود رکھی جائے گی جو اس کی بقا کے لیے ضروری ہو۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص کو پیاس لگی ہو اور اس کے پاس صرف خمر (شراب) ہو، تو اسے صرف اتنی مقدار پینے کی اجازت ہو گی جتنی اس کی پیاس بجھانے کے لیے ضروری ہو۔ اضطرار کی ایک اور مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص کو دشمن قید کر کے اسے حرام کھانے پر مجبور کرے، جیسے کہ دشمن اسے خنزیر کا گوشت یا دوسری حرام چیزیں کھانے پر مجبور کرے تو ایسی صورت میں بھی اس شخص کو صرف اتنی مقدار کھانے کی اجازت ہو گی جتنی مقدار اس کی زندگی کو بچانے کے لیے ضروری ہو۔ اس بات پر اجماع ہے کہ اضطرار کی حالت میں حرام چیز تناول کرنے والا شخص صرف اپنی بقا کے لیے ایسا کرے گا، اور اس کی مقدار کو اس حد تک محدود رکھا جائے گا جو اس کی فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو۔[19]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

6.12 اضطرار کی حالت میں حرام اشیاء کا استعمال: فقہی آراء اور اصول

6.12.1 خمر اور مردار سے علاج پر جمہور علماء کا موقف

عمومی طور پر، جمہور علماء نے خمر اور مردار جیسی حرام اشیاء سے علاج کو جائز نہیں سمجھا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے وہ چیز شفا میں نہیں رکھی جو انھیں حرام کی ہو" (صحیح بخاری، ابن مسعود)[20]۔ اسی طرح مسلم شریف میں طارق بن سوید کا واقعہ موجود ہے، جب انہوں نے خمر کے استعمال کو دوا کے طور پر پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔" ابن العربی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مردار سے علاج جائز نہیں کیونکہ اس کا حلال متبادل موجود ہے۔[21]

6.12.2 اضطرار کی حالت میں معصیت کے سفر پر رخصت کا مسئلہ: فقہی اختلافات

علماء میں اختلاف ہے کہ اگر کسی شخص کو اضطرار کی حالت میں معصیت کے ساتھ سفر کرنا پڑے، جیسے گناہ کی نیت سے، تو کیا وہ اضطرار کے تحت حرام اشیاء استعمال کر سکتا ہے؟ فقہائے مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کے مطابق، معصیت میں مدد اور تعاون کرنا جائز نہیں، لہذا ایسے شخص کو اضطرار کے تحت رخصت نہیں دی جائے گی۔ جب کہ اس کے مقابلے میں امام ابو حنیفہ کے مطابق، اضطرار کی حالت میں، چاہے وہ معصیت کے ساتھ سفر کر رہا ہو، اس شخص کو رخصت دی جائے گی۔

6.12.3 امام ابو حنیفہ کا موقف اور امام قرطبیؒ کی رائے

امام ابو حنیفہ نے اس مسئلے میں نرم موقف اختیار کیا ہے اور کہا کہ اس شخص کو اضطرار کی حالت میں، چاہے وہ معصیت کے ساتھ سفر کر رہا ہو یا نہیں، رخصت دی جائے گی۔ شیخ وہبہ ذہیلی فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ کے موقف کو امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ترجیح دی ہے، کیونکہ ان کے مطابق معصیت کی حالت میں انسان کا اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا، گناہ سے بڑا گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے": اور تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔" (النساء 4:29) اس کے مطابق، ایسا شخص توبہ کرنے کے بعد حلال اشیاء استعمال کر سکتا ہے اور اپنی غلطیوں کا کفارہ بھی ادا کر سکتا ہے۔ شیخ وہبہ ذہیلی لکھتے ہیں امام باجی علیہ الرحمہ نے "المنتقی" میں امام مالک کے مشہور قول کو نقل کیا ہے، جس کے مطابق سفر میں معصیت کرنے والے شخص کو اضطرار کی حالت میں کھانے کی اجازت ہے، مگر وہ نماز میں قصر اور افطار نہیں کر سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا": غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ" (الأنعام-145)

6.13 حرام اشیاء کا انتخاب اور اصول ترجیح

اگر اضطرار کی حالت میں مختلف قسم کی حرام چیزیں موجود ہوں، تو کس کو ترجیح دی جائے؟ اس سلسلے میں لکھتے ہیں جب کسی مجبور شخص کو کئی قسم کی حرام اشیاء میں سے انتخاب کرنا ہو، تو وہ سب سے کم درجے کی حرمت والی چیز کو ترجیح دے گا۔

- **قاعدہ کلیہ:** شریعت میں اضطرار کی حالت میں کم درجے کی حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے، کیونکہ مجبوری میں جان بچانا مقدم ہے، لیکن اس کے لیے بھی ترتیب اور شریعت کے اصولوں کا خیال رکھا جاتا ہے:
- **مردار بمقابلہ سور:** ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: ابن العربی کے مطابق، اگر کسی کے پاس مردار اور خنزیر کا گوشت ہو، تو وہ مردار کو ترجیح دے گا، کیونکہ مردار زندہ حالت میں حلال ہے، جبکہ خنزیر کا گوشت کبھی حلال نہیں ہوتا۔
- **مردار بمقابلہ شراب:** اگر مردار اور شراب کا انتخاب ہو، تو مردار کھانا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ شراب کی حرمت میں کچھ بحث ممکن ہے۔
- **مردار بمقابلہ دوسرے کا مال:** اگر مردار اور کسی دوسرے کا مال ہو، تو ایسی صورت میں اگر اسے اپنے جسم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

ہو، تو وہ دوسرے کے مال کو استعمال کرے گا، اور مردار نہیں کھائے گا۔ لیکن اگر جسمانی نقصان کا اندیشہ ہو، تو وہ مردار کھائے گا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وہبہ زہیلی لکھتے ہیں: صحیح موقف یہ ہے کہ انسان کو صرف اس وقت مردار کھانے کی اجازت دی جائے جب یہ یقینی طور پر اس کی زندگی بچانے کے لیے ضروری ہو، نہ کہ محض سہولت کے طور پر۔

- **شکار بمقابلہ مردار:** اگر کسی مضطر کے پاس شکار (جو احرام کی حالت میں حرام ہے) اور مردار ہو، تو وہ شکار کو ترجیح دے گا، کیونکہ شکار کی حرمت عارضی اور کم شدت والی ہے۔ اس کے علاوہ، شکار کھانے پر کفارہ ادا کرنے کی گنجائش ہے، لیکن مردار کھانے پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔[22]

6.14 حالت اضطرار میں حرام اشیاء کا بطور دواء استعمال: شرعی اصول اور شرائط

مفتی شفیع علیہ الرحمہ آیت کریمہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد... کے تحت لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ جس شخص کی جان خطرہ میں ہو وہ جان بچانے کے لئے بطور دواء کے حرام چیز کو استعمال کر سکتا ہے مگر آیت مذکورہ ہی کے اشارہ سے اس میں چند شرطیں معلوم ہوتی ہیں. اول یہ کہ حالت اضطرار کی ہو خطرہ جان جانے کا ہو، معمولی تکلیف و بیماری کا یہ حکم نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ بجز حرام چیز کے اور کوئی چیز علاج و دواء کے لئے مؤثر نہ ہو یا موجود نہ ہو جیسے شدید بھوک کی حالت میں استثناء اسی وقت ہے جب کہ کوئی دوسری حلال غذا موجود و مقدور نہ ہو تیسرے یہ کہ اس حرام کے استعمال کرنے سے جان بچ جانا یقینی ہو جیسے بھوک سے مضطر کے لئے ایک دو لقمہ حرام گوشت کا کھالینا عادۃً اس کی جان بچانے کا یقینی سامان ہے اگر کوئی دواء ایسی ہے کہ اس کا استعمال مفید تو معلوم ہوتا ہے مگر اس سے شفاء یقینی نہیں تو اس دواء کا استعمال آیت مذکورہ کے استثنائی حکم میں داخل ہو کر جائز نہیں ہو گا اس کے ساتھ مزید دو شرطیں آیت قرآنی میں منصوص ہیں کہ اس کے استعمال سے لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو اور قدر ضرورت سے زائد استعمال نہ کرے، آیت مذکورہ کی تصریح اور اشارات سے جو قیود و شرائط حاصل ہوئے ان شرائط کے ساتھ ہر حرام و ناپاک دواء کا استعمال خواہ کھانے پینے میں ہو یا خارجی استعمال میں باتفاق فقہاء امت جائز ہے۔ ان شرائط کا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں: (اول) حالت اضطرار کی ہو یعنی جان کا خطرہ ہو۔ (دوم) دوسری کوئی حلال دواء کارگر نہ ہو یا موجود نہ ہو۔ (سوم) اس دواء سے مرض کا ازالہ عادۃً یقینی ہو۔ (چہارم) اس کے استعمال سے لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ (پنجم) قدر ضرورت سے زائد اس کو استعمال نہ کیا جائے۔[23]

6.15 غیر اضطراری حالت میں عام علاج و دواء کے لئے حرام اشیاء کا استعمال اور اس کا حکم

اضطراری حالت کا مسئلہ تو شرائط مذکورہ کے ساتھ نص قرآن سے ثابت اور اجماعی حکم ہے لیکن عام بیماریوں میں بھی کسی ناپاک یا حرام دواء کا استعمال جائز ہے یا نہیں اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے اکثر فقہاء نے فرمایا کہ بغیر اضطرار اور ان تمام شرائط کے جو اوپر مذکور ہوئیں حرام دواء کا استعمال جائز نہیں کیونکہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے حرام میں شفاء نہیں رکھی (بخاری شریف) بعض دوسرے فقہاء نے ایک خاص واقعہ حدیث سے استدلال کر کے جائز قرار دیا وہ واقعہ عرنیین کا ہے جو تمام کتب حدیث میں مذکور ہے کہ کچھ گاؤں والے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مختلف بیماریوں میں مبتلا تھے آنحضرت ﷺ نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی جس سے ان کو شفاء ہو گئی، مگر اس واقعہ میں متعدد احتمالات ہیں جن سے حرام چیز کا استعمال مشکوک ہو جاتا ہے اس لئے اصل حکم تو یہی ہے کہ عام بیماریوں میں جب تک شرائط اضطرار مذکورہ موجود نہ ہوں حرام دواء کا استعمال جائز نہیں۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

6.16 فقہائے متاخرین کا موقف: حرام اشیاء کو بطور دواء جائز قرار دینے کی شرائط

لیکن فقہاء متاخرین نے موجودہ زمانے میں حرام وناپاک دواؤں کی کثرت اور ابتلاء عام اور عوام کے ضعف پر نظر کر کے اس شرط کے ساتھ اجازت دی ہے کہ کوئی دوسری حلال اور پاک دواء اس مرض کے لئے کارگر نہ ہو یا موجود نہ ہو، کمافی الدر المختار قبیل فصل البیر اختلف فی التداوی بالمحرم وظاہر المذہب المنع کمافی رضاع البحر ولکن نقل المصنف ثم وھھنا عن الحاوی قیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء اخر کمارخص فی الخمر للعطشان وعلیہ الفتوٰی[24] ومثلہ فی العالمگیریۃ (ص ۳۵۵ ج ۵) درمختار میں فصل بیر سے پہلے مذکور ہے حرام چیزوں کو بطور دواء استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ظاہر مذہب میں اس کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ بحر الرائق کتاب الرضاع میں مذکور ہے لیکن مصنف تنویر نے اس جگہ رضاع میں بھی اور یہاں بھی حاوی قدسی سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا دواء وعلاج کے لئے حرام چیزوں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ اس دواء کے استعمال سے شفاء ہو جانا عادۃً یقینی ہو اور کوئی حلال دواء اس کا بدل نہ ہو سکے جیسا کہ پیاسے کے لئے شراب کا گھونٹ پینے کی اجازت دی گئی ہے۔

6.17 یورپ سے برآمدہ شدہ دواؤں کا استعمال اور ان کا حکم

مسئلہ: تفصیل مذکور سے ان تمام انگریزی دواؤں کا حکم معلوم ہو گیا جو یورپ وغیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا شامل ہونا معلوم ویقینی ہو۔ اور جن دواؤں میں حرام ونجس اجزاء کا وجود مشکوک ہے ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے خصوصاً جبکہ کوئی شدید ضرورت بھی نہ ہو، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔[25]

6.18 قرآن کریم کی روشنی میں حلال وحرام کی تفصیلات: پاکیزہ چیزوں کی اجازت اور ممنوعات کی وضاحت

ڈاکٹر وہبہ ذہیلی ان آیات: یایہا الذین آامنوا کلوا من طیبات ... انما حرم علکیم المیتتہ.. کی تفسیر مکمل کرنے کے بعد فقہ الحیاۃ کے عنوان کے تحت فقہی بحث کا آغاز اس طرح کرتے ہیں: اللہ نے اس آیت میں پاکیزہ چیزوں کے کھانے کی اجازت دی ہے اور مومنوں کا خاص ذکر کر کے ان کی فضیلت اور عظمت کو اجاگر کیا ہے۔ یہاں 'کھانے' سے مراد یہ ہے کہ ہر طرح سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ لہذا، خشکی اور سمندر میں پائے جانے والے تمام نباتات، جانوروں، مچھلیوں اور پرندوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، سوائے ان چیزوں کے جو اللہ نے اس آیت اور سورۃ المائدہ کی آیت 3 میں حرام قرار دی ہیں، نیز ان احکام کے مطابق جو فقہاء نے مستند نبوی روایات جو کہ صحیح اور ثابت ہیں کی بنیاد پر بیان کیے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ المائدہ میں ذکر کردہ چیزیں 'میّت' کے زمرے میں آتی ہیں، یعنی وہ چیزیں جو شرعی ذبح کے بغیر ہی مر گئیں، چاہے وہ موقوذۃ (مار کر مرنے والی) ہوں، متردیہ (گرنے سے مرنے والی) ہوں، نطیحۃ (ٹکرانے سے مرنے والی) ہوں، یا وہ جانور جسے درندہ نے کھا لیا ہو اور وہ زندہ نہ مل سکا ہو۔ اسی طرح، جو چیزیں کھانے کے قابل نہیں ہیں، ان کا ذبح بھی ان کی موت کی مانند ہے، جیسے درندے وغیرہ۔ شیخ وہبہ ذہیلی فرماتے ہیں یہ آیت خاص طور پر اس حدیث کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جو دار قطنی نے روایت کی ہے، دار قطنی کی روایت ملاحظہ ہو: اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمہارے لیے دو قسم کے مردار حلال کیے گئے ہیں: مچھلی اور ٹڈی، اور دو قسم کا خون: جگر اور تلی" صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابو ثعلبہ الخشنیؓ سے نقل کیا گیا ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاریوں میں سے ہر دانت والے جانور کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔"[26] امام مالک اور امام ابو داؤد رحمہا اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر وہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

درندہ جس کے دانت نوچنے والے ہوں اور ہر وہ پرندہ جس کے پنجے پکڑنے والے ہوں، اس کا کھانا حرام ہے۔"[27] امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ نے اس اصول اور ضابطے کے ضمن میں لومڑی، بلی، گدھ اور مصری گدھ کو بھی شامل کیا ہے۔[28]

7. جانوروں کی زکات (شرعی ذبح) میں فقہاء کی آراء، اقسام واحکام کی تفصیل

فقہاء کے مابین کھانے کے قابل جانوروں کے حوالے سے مختصر طور پر درج ذیل آراء ہیں: ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: ذبح یا شرعی طریقے سے حلال کرنے کے اعتبار سے جانور تین اقسام کے ہیں: اول آبی (صرف پانی میں رہنے والے) دوم بری (صرف خشکی پر رہنے والے) سوم برمائی (خشکی اور پانی دونوں میں رہنے والے) جہاں تک آبی جانوروں کا تعلق ہے، جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں، ان کے بارے میں دو آراء پائی جاتی ہیں:

7.1 عند الاحناف آبی جانوروں کے گوشت کا حکم

علامہ وہبہ ذہیلی فقہاء کی آراء بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عند الاحناف تمام آبی جانوروں کا گوشت حرام ہے، سوائے مچھلی کے، جس کا کھانا بغیر ذبح کے بھی جائز ہے، لیکن جو مچھلی پانی میں مر کر سطح پر آ جائے، (جسے سمک طافی کہتے ہیں) اس کا کھانا جائز نہیں۔ اس کے بارے میں حضرت جابرؓ سے ایک حدیث منقول ہے جس کا درجہ اگرچہ ضعیف بتایا جاتا ہے جسے سنن ابو داود اور سنن ابن ماجہ نے روایت کیا ہے:"جو چیز سمندر میں پھینکی جائے یا جو خشکی کی طرف منتقل ہو جائے، اسے کھاؤ، اور جو اس میں مر کر سطح پر آ جائے، اسے نہ کھاؤ۔"[(29)]

7.2 مذہب جمہور غیر حنفیہ : آبی جانوروں کے گوشت کا حکم

جمہور (غیر حنفیہ) کا موقف یہ ہے کہ آبی جانور، جیسے مچھلی، کیکڑا، آبی سانپ، آبی کتا، اور آبی خنزیر، بغیر ذبح کے حلال اور جائز ہیں، چاہے وہ خود بخود مر جائیں یا کسی ظاہری سبب سے، جیسے پتھر کی چوٹ، شکاری کی ضرب، یا پانی کے کم ہونے کے سبب۔ ان کی موت کی نوعیت خواہ تیرتی ہوئی ہو یا پانی کی تہہ میں ہو، ان کو پکڑ لینا ہی ان کی "ذبح" شمار ہوتا ہے۔ البتہ، اگر تیرتے ہوئے مردہ جانور کے جسم میں اس حد تک پھولاؤ پیدا ہو جائے کہ بیماری کا خدشہ ہو، تو اسے (ضرر) نقصان کے پیش نظر حرام قرار دیا جائے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے آبی خنزیر کو مکروہ قرار دیا اور فرمایا:"تم اسے خنزیر کہتے ہو۔" ابن قاسم رحمہ اللہ نے کہا:"میں اس سے پرہیز کرتا ہوں، مگر اسے حرام نہیں سمجھتا۔[(30)]

7.3 خشکی کے جانوروں کی اقسام واحکام

جہاں تک خشکی کے جانوروں کا تعلق ہے، جو صرف خشکی پر رہتے ہیں، تو وہ تین اقسام میں تقسیم کیے گئے ہیں:

7.3.1 پہلی قسم: وہ جانور جن میں خون بالکل نہیں ہوتا ان کا حکم

ان جانوروں میں شامل ٹڈی، مکھی، چیونٹی، شہد کی مکھی، کیڑے، بھونرا، لال بیگ، بچھو، زہریلے جانور اور اس جیسی دیگر مخلوقات ہیں۔ ان میں سے صرف ٹڈی کا کھانا جائز ہے، کیونکہ باقی سب کو خبیث (ناپاک اور ناپسندیدہ) قرار دیا گیا ہے۔ فطرتِ سلیمہ ان سے کراہت محسوس کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ الاعراف:157۔ مالکیہ کے نزدیک ٹڈی کو حلال ہونے کے لیے ذبح کرنا ضروری ہے، اور مردہ ٹڈی ان کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ وہ حدیث أحلت لنا میتتان (دو مردہ چیزیں ہمارے لیے حلال کی گئی ہیں) کو ضعیف مانتے ہیں۔

- حنفیہ کا موقف: فقہائے احناف جو قرآن کو سنت سے خاص کرنے کے قائل نہیں ہیں، کہتے ہیں کہ مردہ مچھلی کو حلال قرار دینے کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے: أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ -المائدہ:96۔ یہاں "صید البحر" سے مراد وہ چیز ہے جو شکار کے ذریعے حاصل ہو، اور "طعام البحر" سے مراد وہ چیز ہے جو پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی ملے یا جسے سمندر خود باہر پھینک دے۔ لیکن

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

حنفیہ کے نزدیک تیرتی ہوئی مردہ مچھلی کھانا جائز نہیں، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔[31]

- دوسری قسم: وہ جانور جن میں خون تو ہوتا ہے لیکن وہ سائل (بہنے والا) نہیں ہوتا

اس قسم کے جانوروں میں سانپ، چھپکلی، زمین کی دیگر حشرات جیسے چوہے، اونٹ پر چمٹنے والے کیڑے (قراد)، خارپشت (قنفذ)، (یربوع) چوہے کی طرح کا ایک جانور جس کے اگلے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پچھلی ٹانگیں بڑی اور دم لمبی ہوتی ہے۔[32] اور (ضب) گوہ وغیرہ شامل ہیں۔

فقہاء کے مطابق: ان جانوروں کا کھانا حرام ہے، کیونکہ یہ خبیث اور ناپاک سمجھے جاتے ہیں، زہریلے ہونے کے سبب اور اس لیے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ فقہائے احناف ضب (گوہ) کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں، کیونکہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے منع فرمایا۔ جب کہ جمہور ضب کو جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک موقع پر اپنے سامنے ضب کھائے جانے پر اعتراض نہیں کیا[33]۔ شوافع فقہاء کرام نے خارپشت (قنفذ) اور ابن عرس (نیولا) کے کھانے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔[34]

7.3.2 تیسری قسم: وہ جانور جن کا خون بہنے والا ہوتا ہے

یہ جانور دو قسموں میں تقسیم کیے جاتے ہیں: **اہلی جانور** اور **وحشی جانور**۔

- اہلی جانور اور ان کے احکام:

حلال جانور: وہ پالتو جانور جنہیں کھانے کی اجازت ہے، ان میں اونٹ، گائے، اور بکری شامل ہیں۔ ان جانوروں کے حلال ہونے پر فقہاء کا اجماع ہے۔

حرام جانور: خچر (بغل) اور گدھا کھانا حرام ہے۔

گھوڑے کا گوشت - **احناف کا موقف**: گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کراہتِ تنزیہی کے ساتھ، کیونکہ گھوڑے کو سواری اور جہاد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔[35]

- **مالکیہ کا موقف**: مالکی فقہ میں مشہور رائے یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت حرام ہے۔
- درندہ صفت پالتو جانور اور ان کے احکام

جیسے کتا اور بلی، ان کا کھانا حرام ہے۔[36]

- وحشی جانور: وحشی جانوروں کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں:
- جمہور کا موقف: جمہور فقہاء (مالکیہ کے علاوہ) کے نزدیک ہر وہ درندہ جو دانتوں سے شکار کرتا ہے، اور ہر وہ پرندہ جو پنجوں سے شکار کرتا ہے، حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانور مردار (جیف) کھاتے ہیں۔
- امام مالک کا موقف: امام مالک کے نزدیک درندوں کا گوشت کھانا مکروہ ہے، لیکن سختی سے حرام نہیں۔ البتہ، پرندے جو پنجوں سے شکار کرتے ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔ وہ اس رائے کے لیے قرآن مجید کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں: قُلْ لا أَجِدُ فِي ما أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلى طاعِمٍ يَطْعَمُهُ- (الأنعام: 145-37)
- **برمائی جانور (جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتے ہیں) کے حلال و حرام کے حوالے سے مختلف فقہی آراء**

جہاں تک برمائی جانوروں کا تعلق ہے، یعنی وہ جانور جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتے ہیں ان کے کھانے کے بارے میں علماء کی تین آراء ہیں:

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

حنفیہ اور شافعیہ ان کو خبیث سمجھ کر حرام قرار دیتے ہیں، جبکہ مالکیہ انہیں جائز سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی حرمت پر کوئی نص موجود نہیں۔ حنابلہ کے ہاں وہ جانور جن میں خون نہیں بہتا، جیسے کیکڑا، بغیر ذبح کے حلال ہیں، جبکہ خون والے جانوروں کو ذبح کرنا ضروری ہے۔

- فقہائے احناف اور شوافع کی رائے: پہلی رائے حنفیہ اور شافعیہ کی ہے، جن کے نزدیک ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔ اس کی وجوہات یہ ہیں: یہ جانور خبائث (ناپاک اور ناپسندیدہ چیزوں) میں شامل ہیں۔ سانپ زہریلا ہوتا ہے، اس لیے اس کا کھانا منع ہے۔
- جہاں تک مینڈک کی بات ہے تو اس بابت نبی کریم ﷺ کا فرمان امام احمد[38] اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے، جس میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ فرمایا جاتا ہے کہ اگر اس کا کھانا جائز ہوتا، تو اس کے قتل سے منع نہ کیا جاتا۔
- مالکی فقہاء کرام کی رائے: دوسری رائے مالکیہ کی ہے، جن کے نزدیک مینڈک اور اس جیسے دیگر برمائی جانوروں کا کھانا جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ان کے حرام ہونے پر کوئی واضح نص (شرعی حکم) وارد نہیں ہوا۔ یہ رائے اس اصول پر مبنی ہے کہ جب تک کسی چیز کی حرمت پر صریح دلیل نہ ہو، وہ مباح (جائز) تصور کی جاتی ہے۔
- فقہائے حنابلہ کی رائے: تیسری رائے حنابلہ کی ہے، جو تفصیل پر مبنی ہے:
- وہ برمائی جانور جو خشکی میں رہنے والے سمندری جانوروں میں شمار ہوں، ان کا بغیر ذبح کے کھانا جائز نہیں، جیسے آبی پرندے، کچھوا اور آبی کتا۔
- البتہ وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہ ہو، جیسے کیکڑا، بعض روایات کے مطابق امام احمد سے منقول ہے کہ اسے بغیر ذبح کے کھانا جائز ہے، کیونکہ یہ سمندری جانور ہے جو خشکی پر بھی رہتا ہے اور اس میں بہتا ہوا خون نہیں پایا جاتا۔ تاہم حنابلہ کے صحیح قول کے مطابق، کیکڑے کو بھی ذبح کے بغیر کھانا جائز نہیں۔
- مینڈک کا کھانا جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے، جیسا کہ امام نسائی نے روایت کیا ہے، اس کے قتل سے منع فرمایا، جو اس کی حرمت پر دلالت کرتا ہے۔
- اسی طرح مگرمچھ کا کھانا بھی جائز نہیں۔[39] بظاہر یہ رائے ان جانوروں کی جسمانی ساخت، خون کی نوعیت اور شرعی نصوص کی بنیاد پر دی گئی ہے۔

7.4 جنین کا حکم فقہاء کی آراء

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس جنین (بچہ) کا کھانا حرام ہے جو ماں کے ذبح ہونے کے بعد مردہ پیدا ہو، کیونکہ وہ اسے میتہ (مردار) قرار دیتے ہیں، اور قرآن کی آیت نے میتہ کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے دونوں شاگرد (امام ابو یوسف اور امام محمد)، امام شافعی اور امام احمد نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ ایسا جنین حلال ہے، کیونکہ وہ اپنی ماں کی ذبح کے ساتھ ہی حلال ہو جاتا ہے۔

امام مالک کے نزدیک اگر جنین کا جسم مکمل طور پر تشکیل پا چکا ہو اور اس کے جسم پر بال اگ آئے ہوں، تو اس کا کھانا جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔ جمہور (اکثر فقہاء) کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے ": جنین کی ذبح اس کی ماں کی ذبح کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے[40]" یعنی ماں کی ذبح ہی جنین کے لیے کافی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے مؤیدین نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ جنین کے لیے الگ ذبح کی ضرورت ہے، جیسا کہ ماں کی ذبح ہوتی ہے۔ لیکن یہ تاویل بعید (غیر مضبوط) معلوم ہوتی ہے، کیونکہ حدیث ایک سوال کے جواب میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایسے جنین کے بارے میں سوال کیا گیا جو مردہ پیدا ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو اسے کھا لو، کیونکہ اس کی ذبح اس کی ماں کی ذبح ہے۔"[41] یہ حدیث جمہور کے موقف کی واضح تائید کرتی ہے کہ ماں کی ذبح

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

کے ساتھ ہی جنین حلال ہو جاتا ہے۔[42]

7.5 مردار کی چربی اور دیگر اجزاء کا حکم فقہاء کی آراء

علماء کے درمیان مردار (مِیْتَۃ) کی چربی سے کھانے کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے فائدہ اٹھانے، جیسے کشتیوں کو لیپنا یا چمڑوں کو دباغت دینا، میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور علماء اسے حرام قرار دیتے ہیں، جبکہ عطاءؒ جیسے بعض فقہاء مخصوص حالات میں مردار کی چربی اور کھال کے غیر خوراکی استعمالات کو جائز سمجھتے ہیں. جمہور علماء کے نزدیک مردار جانور کی چربی کا استعمال، خواہ کسی بھی شکل میں ہو، حرام ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی آیت اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے لی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک "انتفاع" (فائدہ اٹھانے) کا مطلب کھانے سمیت ہر طرح کے استعمال کو شامل کرتا ہے۔ مزید بر آں، نبی کریم ﷺ کا فرمان، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا": اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو انہوں نے اسے بیچنا شروع کیا اور اس کی قیمت کھائی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے روکا۔"[43] یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مردار کی چربی کا استعمال اور اسے فروخت کرنا دونوں حرام ہیں، چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ کے نزدیک مردار کی چربی سے کشتیوں کے لیپنے جیسے مقاصد کے لیے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت کا اصل مقصد صرف کھانے کو حرام قرار دینا ہے، جیسا کہ آیت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہوتا ہے۔ عطاءؒ کی یہ رائے حضرت میمونہؓ کی بکری کی حدیث سے تقویت پاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": تم نے اس بکری کی کھال کیوں نہیں لی؟[44] یہ حدیث جابرؓ کی حدیث کے معارض ہے، لیکن حضرت میمونہ کے واقعے کی حدیث قرآن کے ظاہر سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے، اس لیے اس پر عمل کو ترجیح دی جاتی ہے۔[45]

7.5.1 مردار کے چمڑے کی طہارت کا حکم: مختلف فقہی آراء اور دلائل

مالکیہ اور حنابلہ کے مشہور قول کے مطابق، مردار جانور کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی۔ اس موقف کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عکیمؓ سے روایت ہے": نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے ہمیں لکھا کہ مردار کی کھال اور اس کی نسیں استعمال نہ کرو۔ "عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کو امام احمد اور سنن اربعہ (ابو داود، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ) نے نقل کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ہمیں لکھا کہ مردار جانور کی کھال اور اس کی نسوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ۔"[(46)] یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ وقت پہلے مردار کی کھال اور نسوں کے استعمال سے منع کر دیا گیا تھا، اور اس حکم کو سابقہ احادیث کا ناسخ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے جو اجازت تھی، وہ اس نئے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں یہ حکم آنے کی وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس بارے میں رخصت دی گئی تھی، لیکن بعد میں اس پر پابندی عائد کر دی گئی۔

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مردار کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں ہے": جب کھال کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے، اور دیگر محدثین نے بھی اسی مفہوم کی احادیث بیان کی ہیں۔ ان کے نزدیک مردار کی کھال کو دباغت دینے کے بعد استعمال کیا جا سکتا ہے۔[47]

7.5.2 مردار کے سخت حصوں کا حکم، فقہاء کی آراء

جہاں تک مردار کے ان سخت حصوں کا تعلق ہے جن میں خون نہیں ہوتا، جیسے سینگ، ہڈی، دانت (جس میں ہاتھی کے دانت بھی شامل ہیں)، کھر، سم، بال، اون، پٹھے، اور سخت پنیر مائع (انفحہ)، تو جمہور علماء کے نزدیک یہ سب پاک اور غیر نجس ہیں۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

شافعیہ کے نزدیک مردار کے تمام اجزاء نجس ہیں، جن میں انفحہ (پنیر بنانے والا مواد)، دودھ، اور انڈے بھی شامل ہیں جو مردار سے جڑے ہوں، سوائے اس صورت کے جب یہ اجزاء رضیع (دودھ پیتے بچے) سے حاصل کیے گئے ہوں، کیونکہ یہ اجزاء حیات کے ساتھ مربوط ہیں۔ جمہور علماء کے اس موقف کی دلیل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور مردار کی کھال کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے، اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے، اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی ہے، وہ اللہ کی طرف سے معاف کیا گیا ہے۔“[48]

7.6 ناپاکی کے اصول اور اس کے احکام: چوہا یا دیگر جانوروں کا کھانے کی اشیاء میں گرنے کا شرعی حکم

جہاں تک ایسی چیز کا تعلق ہے جس میں چوہا گر جائے، تو اگر چوہا زندہ نکال لیا جائے تو وہ چیز پاک رہے گی۔ لیکن اگر چوہا اس میں مر جائے:

- **اگر وہ مائع ہو** (جیسے گھی یا تیل)، تو وہ تمام نجس ہو جائے گا اور اسے ضائع کرنا واجب ہو گا۔
- **اگر وہ جامد ہو** (جیسے ٹھوس گھی)، تو صرف وہ حصہ ناپاک ہو گا جو چوہے کے قریب ہو۔ اس حصے کو اور اس کے آس پاس کو نکال دیا جائے، اور باقی حصہ پاک رہے گا اور اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں نبی کریم ﷺ سے چوہے کے گھی میں گرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا": اگر وہ جامد ہو تو اسے اور اس کے قریب کے حصے کو نکال دو، اور اگر وہ مائع ہو تو اسے ضائع کر دو۔"

7.6.1 اگر کسی کھانے کے برتن میں کوئی جانور، جیسے پرندہ یا کوئی اور حیوان، گر کر مر جائے تو:

- امام مالک سے امام ابن وہب نے روایت کیا کہ ایسے کھانے کو کھانا جائز نہیں، کیونکہ وہ مردار کی آمیزش سے ناپاک ہو چکا ہے۔
- ابن قاسم نے امام مالک سے نقل کیا کہ گوشت کو دھو کر پاک کر لیا جائے اور شوربے (مرق) کو پھینک دیا جائے۔
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ گوشت دھو کر اسے کھایا جا سکتا ہے۔[49]

یہ اختلاف اس بات پر مبنی ہے کہ مردار کی آمیزش کا اثر صرف مائع پر ہوتا ہے یا جامد پر بھی، اور ناپاکی کا حکم کس حد تک سرایت کرتا ہے۔

7.7 خنزیر کے گوشت، چربی اور بالوں کے بارے میں شرعی احکام

جہاں تک سور کا تعلق ہے، اس کا گوشت حرام ہے۔ اسی طرح اس کی چربی بھی حرام ہے، کیونکہ چربی کو گوشت پر قیاس کیا جاتا ہے، اور یہی صحیح موقف ہے، کیونکہ "لحم" (گوشت) کا مفہوم چربی کو بھی شامل کرتا ہے۔ تاہم، ظاہریہ کہتے ہیں کہ حرمت صرف گوشت تک محدود ہے، نہ کہ چربی پر۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ ظاہری نصوص پر عمل کرنے کے اصول پر عمل پیرا ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ولحم الخنزیر (سورہ الانعام: 145)۔ ان پر اعتراض یہ ہے کہ "لحم" (گوشت) کا ذکر فائدے کے لیے ہوا، کیونکہ سور ایک ایسا جانور ہے جسے گوشت کے مقصد سے ذبح کیا جاتا ہے، اور گوشت اور چربی میں تفریق کا کوئی جواز نہیں۔ جہاں تک سور کے بالوں سے جوتے اور دیگر اشیاء کی سلائی کا تعلق ہے، تو یہ جائز ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سور کے بالوں سے سلائی کے متعلق سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا": اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[50]

معارف القرآن میں مفتی شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تیسری چیز جو اس آیت میں حرام کی گئی ہے وہ لحم خنزیر ہے آیت میں حرمت خنزیر کے ساتھ لحم کی قید مذکور ہے، امام قرطبی نے فرمایا کہ اس سے مقصود لحم یعنی گوشت کی تخصیص نہیں بلکہ اس کے تمام اجزاء ہڈی، کھال، بال، پٹھے سب ہی باجماع امت حرام ہیں لیکن لفظ لحم بڑھا کر اشارہ اس طرف ہے کہ خنزیر دوسرے حرام جانوروں کی طرح نہیں ہے کہ وہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

ذبح کرنے سے پاک ہو سکتے ہیں اگرچہ کھانا حرام ہی رہے کیونکہ خنزیر کا گوشت ذبح کرنے سے بھی پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس العین بھی ہے حرام بھی صرف چمڑا سینے کے لئے اس کے بال کا استعمال حدیث میں جائز قرار دیا ہے (جصاص قرطبی)[51]

8. خلاصۃ البحث

اس تحقیق میں قرآن کریم کی تعلیمات میں حلال و حرام کے اصولوں کو ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی تفسیر "المنیر" اور مفتی شفیع عثمانی کی "معارف القرآن" کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ دونوں مفکرین نے حلال و حرام کے فقہی اصولوں کو گہرائی اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ دونوں تفاسیر میں بنیادی طور پر حلال و حرام کے اصولوں کو انسانی فلاح، روحانی سکون، جسمانی صحت، اور اللہ کی رضا کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کی اہمیت کو قرآنی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے، تاکہ انسان کی روحانیت اور دنیاوی کامیابی میں توازن پیدا ہو۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے قرآن کی آیات کو فقہی احکام کے ذریعے نہ صرف واضح کیا بلکہ حلال و حرام کے اصولوں کی علمی بنیاد بھی فراہم کی۔ ان کی تفسیر میں حلال و حرام کی وضاحت قرآن کی حکمت اور فطری تقاضوں کے مطابق کی گئی ہے جو معاشرتی انصاف اور فرد کی فلاح کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ انہوں نے حرام اشیاء کی حرمت کے پیچھے روحانی، جسمانی، اور اخلاقی فوائد کا ذکر کیا ہے، جن کا مقصد انسان کی فلاح اور کامیابی ہے۔ ان کی تفاسیر میں مردار، خون، خنزیر کا گوشت، اور غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور کی حرمت کی وجوہات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مفتی شفیع عثمانی نے "معارف القرآن" میں حلال و حرام کے اصولوں کو قرآن کی آیات کی روشنی میں تفصیل سے زیر بحث لایا ہے۔ انہوں نے فقہی مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے ہر حکم کے دلائل اور اس کے اطلاق کو واضح کیا ہے۔ انہوں نے مردار، بہتے خون، اور خنزیر جیسے احکام کی تفصیل فراہم کی ہے، اور جدید مسائل، مثلاً یورپ سے درآمد شدہ اشیاء اور دواؤں میں حرام اجزاء کے استعمال کو بھی زیر بحث لایا ہے۔ ان کی تفسیر میں عملی رہنمائی اور مسائل کا حل فقہی نقطہ نظر سے فراہم کیا گیا ہے جو معاصر دور کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے مددگار ہے۔ مزید برآں موجودہ دور کے چیلنجز جیسے یورپ سے درآمد شدہ اشیاء اور دواؤں میں حرام اجزاء کے استعمال پر بھی فقہی رہنمائی دی گئی ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ قرآن و سنت کے اصولوں کی روشنی میں حلال و حرام کا علم اور ان کی عملی رہنمائی نہ صرف فرد بلکہ معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ حلال و حرام کے اصولوں پر عمل کرنے سے انسان کی روحانیت، اخلاقی ارتقاء، اور معاشرتی انصاف کی حفاظت ممکن ہوتی ہے، جو درحقیقت دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا ضامن ہے۔

نتائج بحث

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. حلال و حرام کی بنیاد: قرآن کریم نے حلال و حرام کے اصولوں کو انسانی فلاح و بہبود، روحانی سکون، اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے وضع کیا ہے۔
2. روحانی اثرات: حلال رزق سے انسان کی روحانیت پاکیزگی اور عبادات کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے، جبکہ حرام مال روح کو آلودہ کر کے گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔
3. معاشرتی اثرات: حلال مال معاشرتی انصاف، امن، اور مساوات کو فروغ دیتا ہے، جب کہ حرام مال بدعنوانی اور ظلم کا سبب بنتا ہے۔

4. فقہی اصولوں کی وضاحت: ڈاکٹر وہبہ الزہیلی اور مفتی شفیع عثمانی دونوں نے فقہی دلائل کے ذریعے قرآن کی آیات کو فقہی اصولوں کے ساتھ واضح کیا ہے، جن میں حرام اشیاء کی حرمت کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔
5. حرام اشیاء کی حکمت: قرآن نے مردار، خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور کی حرمت کی وجہ انسانی صحت، اخلاق اور توحید کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔
6. جدید مسائل کی فقہی رہنمائی: یورپ سے درآمدہ مصنوعات اور دواؤں میں حرام اجزاء کے استعمال جیسے جدید مسائل پر دونوں تفاسیر نے فقہی رہنمائی فراہم کی ہے۔
7. معاشی اثرات: حلال اصولوں پر مبنی نظام اعتماد اور اقتصادی استحکام فراہم کرتا ہے، جبکہ حرام مال غربت اور معاشی بحران پیدا کرتا ہے۔
8. فقہاء کے اختلافات کا تجزیہ: مختلف فقہی مکاتب فکر کے اختلافات کو قرآنی اصولوں کی روشنی میں متوازن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
9. عملی رہنمائی: دونوں تفاسیر نے امت کی نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی مسائل میں رہنمائی کی ہے، خصوصاً جدید دور کے چیلنجز کے لیے۔

حلال و حرام کے اصولوں کی اہمیت کا اجماع: یہ تحقیق اس بات پر متفق ہے کہ حلال و حرام کے اصولوں کی پابندی نہ صرف فرد کی اصلاح بلکہ معاشرتی ترقی اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ناگزیر ہے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

1 القرآن،90:5

Al-Qur'an, 5:90

2 القرآن،116:16

Al-Qur'an,16:116

3 التبریزی، محمد بن عبد اللہ الخطیب، مشکاۃ المصابیح، بیروت، المکتب الاسلامی، جلد2، صفحہ 844

Muhammad ibn Abdullah al-Khatib al-Tabrizi. *Mishkat al-Masabih*. Beirut: Al-Maktab al-Islami, vol. 2, p. 844.

4 القرآن،31:7

Al-Qur'an, 7:31

5 السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی، الجامع الصغیر وزیاداتہ،:9225، تاریخ النشر بالشاملہ:8 ذوالحجہ 1431

Abdul Rahman ibn Abi Bakr Jalal al-Din al-Suyuti. Al-Jami' al-Saghir wa Ziyadatuh. Shamela numbering: 9225, published in Shamela: 8 Dhul-Hijjah 1431 AH.

6 ابن الحاج، ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری، المدخل لابن الحاج، دار التراث، جلد4، صفحہ 158

Abu Abd Ullah Muhammad ibn Muhammad ibn Muhammad al-Abdari. *Al-Madkhal li Ibn al-Hajj*. Dar al-Turath, vol. 4, p. 158.

7 ابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر البصری ت:774ھ، التکمیل فی الجرح والتعدیل، مرکز النعمان للبحوث والدراسات، الیمن، 352/2

Abu al-Fida Ismail ibn Umar al-Basri, d. 774 AH. Al-Takmil fi al-Jarh wa al-Ta'dil. Al-Nauman Center for Research and Islamic Studies, Yemen, 2:352.

8 معارف القرآن کے منہج تفسیر کے حوالے سے، مرتب نے حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کے مقدمہ 'معارف القرآن' سے کچھ تسہیل اور تغیر کے ساتھ استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ، بعض نکات میں اضافے بھی کیے گئے ہیں۔

The methodology of Tafsir in Ma'ariful Qur'an has been drawn from the introduction of Ma'ariful Qur'an by Mufti Shafi, with some simplifications and modifications. Additionally, certain points have been added.

9 القرآن،172:2

Al-Qur'an,2:172

10 المتقی الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ت:975ھ، کنز العمال، الطبعہ الخامسہ، بیروت، 1401ھ-/1981م، ج16، ص3

Ala' al-Din Ali ibn Husam al-Din d. 975 AH. *Kanz al-ʿUmmal fi Sunan al-Aqwal wa al-Afʿal*. 5th ed. Beirut: Al-Maktabah al-ʿAsriyah, 1401 AH / 1981 CE, vol. 16, p. 3.

11 الزحیلی، الدکتور وہبہ الزحیلی، التفسیر المنیر، دمشق: دار الفکر، بیروت: دار الفکر المعاصر، ج2، ص77.

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir fi al-ʿAqidah wa al-Shariʿah wa al-Manhaj*. Damascus: Dar al-Fikr, Beirut: Dar al-Fikr al-Muʿasir, vol. 2, p. 77.

12 التفسیر المنیر۔ للزحیلی 78/2

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir*. Vol. 2, p. 78

13 الجصاص، احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص ت:370ھ، احکام القرآن للجصاص، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج1، ص130

Ahmad ibn Ali Abu Bakr al-Jassas d. 370 AH. *Ahkam al-Quran li al-Jassas*. Beirut: Dar al-Kutub al-

'Ilmiyah, vol. 1, p. 130.

[14] احکام القرآن-للجصاص،ط،العلمیہ 1/141

Ahmad ibn Ali Abu Bakr al-Jassas. *Ahkam al-Quran. Vol. 1, p. 141*

[15] التفسیر المنیر-للزحیلی2/85

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir.* Vol. 2, p. 85

[16] احکام القرآن-للجصاص،ط،العلمیہ 1/150

Ahmad ibn Ali Abu Bakr al-Jassas. *Ahkam al-Quran. Vol. 1, p. 141*

[17] التفسیر المنیر-للزحیلی 2/86

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir.* Vol. 2, p. 86

[18] التفسیر المنیر-الزحیلی2/79

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir.* Vol. 2, p. 79

[19] التفسیر المنیر-الزحیلی2/86

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir.* Vol. 2, p. 86

[20] البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل الجعفی، ت:256ھ، الطبعہ السلطانیہ، مصر، 1311ھ، ج5، ص21

Abu Abdullah Muhammad ibn Ismail al-Ja'fai. d. 256 AH. Sahih al-Bukhari., Bulaq, Egypt, 1311 AH, vol. 5, p. 2129

[21] مسلم بن الحجاج، ابوالحسن القشیری ت:261ھ، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ج3، ص1573.

Abu al-Hasan al-Qushayri al-Naysaburi d. 261 AH. Sahih Muslim. Beirut: Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi, vol. 3, p. 1573

[22] التفسیر المنیر-للزحیلی2/86: بحوالہ: 1 تفسیر القرطبی:224/2-235، احکام القرآن لابن عربی:54/1-58، تفسیر ابن کثیر:205/1، احکام القرآن للجصاص:126/1-130، نظریہ الضرورۃ الشرعیہ.

Dr. Wahbah al-Zuhayli. *Al-Tafsir al-Munir.* Vol. 2, p. 86. Cited in: Tafsir al-Qurtubi, 2:224-235; Ahkam al-Quran li Ibn al-Arabi, 1:54-58; Tafsir Ibn Kathir, 1:205; Ahkam al-Quran li al-Jassas, 1:126-130; Theory of Juridical Necessity by the author.

[23] معارف القرآن از مفتی شفیع زیر آیت: انما حرم علیکم المیتتہ والدم...الخ

Ma'ariful Quran by Mufti Shafi, under the verse: " انما حرم علیکم المیتته والدم

24 ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی ت 1252ھ، رد المحتار علی الدر المختار، الطبعہ الثانیہ، الناشر، شرکۃ مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، ج3، ص211.

Muhammad Amin ibn Umar ibn Abd al-Aziz Abidin al-Dimashqi al-Hanafi d. 1252 AH, Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar, Second Edition, Publisher: Mustafa al-Babi al-Halabi Press, Vol. 3, p. 211.

25 معارف القرآن از مفتی شفیع تحت آیت: انما حرم علیکم المیتتہ والدم...الخ

Ma'ariful Quran by Mufti Shafi, under the verse: "انما حرم علیکم المیتته والدم

[26] صحیح البخاری5/2103، صحیح مسلم6/60

Sahih al-Bukhari, vol. 5, p. 2103; Sahih Muslim, vol. 6, p. 60

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

[27] مالک بن انس، انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی ت179ھ، موطا امام مالک، روایہ محمد بن الحسن الشیبانی، المکتبہ العلمیہ، ص،219.

Malik ibn Anas ibn Malik ibn Amr al-Asbahi al-Madani d. 179 AH. Muwatta' Malik - Narration of Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani, p. 219. Publisher: Al-Maktabah al-ʻIlmiyyah.

[28] احکام القرآن للجصاص۔ ط، العلمیہ 3/24

Ahmad ibn Ali Abu Bakr al-Jassas. Ahkam al-Quran. Vol. 3, p. 24

[29] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/81

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 181

[30] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/81

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 181

[31] التفسیر المنیر للزحیلی 2/81

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 181

32 رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، ناشر، زمزم پبلشر، جلد5، ص352.

Khalid Saifullah Rahmani, Qamus al-Fiqh, Publisher: Zamzam Publishers, Vol. 5, p. 352.

33 "گوہ" اردو میں بڑی سائز کی چھپکلی کی طرح کے ایک جانور کو کہتے ہیں، یعنی ایک جانور ہے جو جسامت میں چھپکلی کے مشابہہ ہوتا ہے، لیکن چھپکلی سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے، یہ وہی جانور ہے جسے عربی میں "ضَبّ" کہتے ہیں،

الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود الحنفی ت857ھ، بدائع الصنائع، 5/36.

Ala' al-Din Abu Bakr ibn Mas'ud al-Hanafi, d. 857 AH. Badai' al-Sanai' fi Tartib al-Shara'i', 5/36. Edition: First, 1327-1328 AH.

[34] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/82

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

35 الفتاویٰ الہندیہ، جماعۃ من العلماء، الطبعہ الثانیہ، 1310ھ، الناشر، المطبعہ الکبری الامیریہ، مصر، 5/290.

Al-Fatawa al-Hindiya, compiled by a group of scholars, Second Edition, 1310 AH, Publisher: Al-Matba'a al-Kubra al-Amiriyah, Egypt, 5/290.

36 التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/82

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

37 التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/82

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

38 مسند احمد 25/36 ط: الرسالہ

Musnad Ahmad 25/36, al-Risalah Edition.

[39] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/82

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

40 ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد، ت، شاکر، 17/442.

Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal. Musnad Ahmad, trans. Shakir, 17/442.

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 105- 131

[41] مسند احمد 18/69 ط: الرسالہ

Musnad Ahmad 18/69, al-Risalah Edition.

[42] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/83

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 83

[43] صحیح البخاری 2/775

Sahih al-Bukhari 2/775.

[44] صحیح مسلم 1/276 ت عبد الباقی

Sahih Muslim 1/276, trans. Abd al-Baqi.

[45] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/84

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 84

[46] البانی، محمد ناصر الدین، صحیح سنن نسائی، مکتب التربیہ العربی لدول الخلیج، الریاض، 3/891

Muhammad Nasir al-Din, Sahih Sunan al-Nasa'i, Arab Bureau of Education for the Gulf States, Riyadh, 3/891.

[47] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/84

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 84

[48] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/84

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

[49] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/85

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 82

[50] التفسیر المنیر۔ للزحیلی 2/86

Dr. Wahbah al-Zuhayli. Al-Tafsir al-Munir. Vol. 2, p. 86

[51] القرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ت: 671ھ-، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر القرطبی، الطبعہ الثانیہ، 1384ھ-- 1964م، الناشر الکتب المصریہ، القاہرہ

Abu Abdullah Muhammad ibn Ahmad d. 671 AH, Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an = Al-Tafsir al-Qurtubi, Edition: Second, 1384 AH - 1964 CE, Publisher: Dar al-Kutub al-Misriyya – Cairo.